PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
January-March, 2026, Volume:06, Issue:01 Pages:44-49
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

اسلام اور دیگر الہامی مذاہب میں عورت کی ملکیت کا تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE STUDY OF WOMEN'S OWNERSHIP RIGHTS IN ISLAM AND OTHER REVEALED RELIGIONS

Sadaf Ahmed Ali[1], *Dr Ruqia Bano[2]
[1]PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Women University Multan, Punjab, Pakistan.
[2]Lecturer Department of Islamic Studies, The Women University Multan, Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category

ARTICLE INFO

Article History

Received: *February 20, 2026*
Revised: *March 18, 2026*
Accepted: *March 25, 2026*
Available Online: *March 31, 2026*

Keywords

Women's Ownership Rights
Islam and Revealed Religions
Independent Legal Personality
Self-Earning, Bride Gifts & Inheritance
Jurisprudences

Funding

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2026. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

ABSTRACT

Women's property rights have remained a very important topic of religious, legal, and socio-economic aspects of every society. This article presents a comparative study of women's property & rights (ownership) in the Abrahamic & religion (world there most important religion). Judaism, Christianity, Islam. It explains the legal status of women concerning ownership, inheritance, dowery, Meher (on Judaism Ketubah), Christianity, bride price, self-earning trend, financial autonomy, and protection of property rights within these three religions.
The research adopts a historical, comparative, and analytical methodology. Primary sources include Torah, Mishnah, Talmud, Holy Bible, Code of Canon Law, Quran, Hadith, and classical books of Islamic Jurisprudence. Secondary sources include encyclopedias, academic journals, and other authentic books. The study reveals that Judaism has specific women property & right and specific legal context. But they have don't completely follow the thoughts of Torah and Halakha (Jewish Jurisprudence) because of customary traditionally & law. Christianity accepts the legal dignity of women, but women's property rights has been revealed from Canon's law and Roman law. So, inheritance bride gift lawful earning was not pure ownership of women.
Therefore, Islamic laws provide a comprehensive legal framework for women's inheritance, Mehr, dowry, self-earning, trade, Job and other financial benefits completely owned of women. So, the got we conclude that all the Abrahamic religions accept property & rights, but Islam gave most comprehensive and legal and authentic framework of women's property rights.

***Corresponding Author's Email:** ruqia.6089@wum.edu.pk

ملکیت (Ownership) انسان کی معیشت کی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔ ملکیت کا تصور ازل سے چلا آرہا ہے۔ معاشرے میں ملکیت کا تصور ایک مضبوط اور اہم ستون کی حیثیت رکھتا ہے اور فرد کو املاک پر تصرف، انتقالِ حق اور مالی منفعت کا حق عطا کرتا ہے۔ ملکیت کا لفظ "ملک" سے نکلا ہے, جس کا معنی قبضہ، حاکمیتت یا اختیار رکھنا ہے۔

ڈاکٹر وہبی الزحیلی الفقہ لاسلامی وادلتہ میں لکھتے ہیں

﴿الملكية هى علاقة شرعية بين الانسان والمال تقوله من الانتفاع به والتصرف فيه﴾[1]

(ملکیت انسان اور مال کے درمیان وہ شرعی تعلق ہے جو اسے نفع اٹھانے اور تصرف رکھنے کا حق دیتا ہے)

گویا ملکیت سے مراد کسی چیز کو اپنے پاس رکھنے اور اسے استعمال کرنے کا حق ہے جو انسان کو مل جاتا ہے ملکیت میں چیزیں کئی اسباب سے آتی ہیں ۔ ذاتی کمائی ، جائیداد ، وراثت ،ھبہ ، وقف ، مہر وہ ذرائع ہیں جو ملکیت کا سبب بن سکتے ہیں ۔ ملکیت میں حق تصرف و حق قبضہ مرد و خواتین دونوں کو یکساں طور پر حاصل ہو سکتا ہے ۔

قدیم تہذیبوں میں عورت کی ملکیت کے ثبوت بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن مضبوط اور طاقتور خواتین کی ملکیت کے قصے بھی ہیں ۔ جس طرح سبا کی ملکہ بلقیس کا قصہ اور مصر کی تہذیبوں میں طاقتور ملکاؤں کے قصے وغیرہ ۔ اس لیے عورت کی ملکیت کا تصور بھی بہت قدیم ہے ۔ لیکن یہ اصول و قوانین مخصوص طبقے کے لیے تھے عام خواتین کی ملکیت میں مثالیں بہت کم ملتی ہیں ۔

الہامی مذاہب وہ مذاہب ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں ۔ ان میں الہامی کتابیں اور احکام الٰہی ہیں ۔ ان میں یہودیت ، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں الہامی مذاہب کا آسمانی کتابوں یعنی تورات ، انجیل اور قرآن مجید میں عورت کی وراثتی جائیداد اور مال میں عورت کو ملکیتی حقوق عطا کیے گئے ہیں ۔ مثلاً تورات میں مرد کو ترجیح دی گئی لیکن عورت کی ملکیت کا تصور بھی ملتا ہے [2]۔

عیسائیت روحانی ، تصوف اور رہبانیت کا مذہب ہے تاہم ------ کلیسائی قوانین اور ------ قوانین میں خواتین کی ملکیت کا تصور پایا جاتا ہے ۔

اسلام نے عورت کو مستقل مالی (Independent Legal Personality) حیثیت عطا کی اور عورت کو وراثت ، حق مہر ، حق ملکیت ، تجارت ، خرید و فروخت اور دیگر ملکیتی حقوق مکمل تصرف کے ساتھ عطا کیے ۔

قرآن میں واضح احکام الٰہی ہیں :

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ"[3]

(مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے)

خاص طور پر باقی تہذیبوں کی نسبت اسلام نے یہ حق عورت کو سب سے واضح اور مکمل عطا کیا ہے ۔ اسی طرح قرآن میں سورۃ النساء میں خواتین کی وراثت کا مستقل اور متعین حصہ ہے ۔ دیگر الہامی مذاہب میں یہودیت اور عیسائیت خواتین کے ملکیتی حقوق مخصوص مذہبی اور معاشرتی حدود و قیود کے ساتھ نافذ العمل تھے ، (یا مذہبی کتابوں میں تحریفات کے ذریعے شامل کی گئی یہ حدود و قیود)۔ لیکن اسلام میں عورت کی ملکیت اور معاشی تصرف بالکل واضح اور اٹل احکامات کے ذریعے نافذ ہے ۔

یہودیت میں عورت کا حق ملکیت

یہودی مذہب (Judaism) دنیا کے قدیم ترین الہامی مذاہب میں سے ایک ہے ۔ اس کے قوانین اور مذہبی احکام کا مجموعہ تورات (Torah) ہے ، جبکہ تورات کی آیات کی تفسیر و تشریح اور تطبیق مشناہ (Mishnah) اور تلمود (Talmud) میں مکمل ملتی ہے ۔ تلمود ان کے قوانین یعنی فقہ کا مجموعہ ہے ۔ یہودی قوانین جنہیں Halakha کا نام دیا جاتا ہے ۔ ان میں ملکیت (Ownership) کو مستقل اور قانونی درجہ دیا جاتا ہے ۔

قدیم یہودی روایات میں Patriarchal Society (پدر شاہی) کا تصور ملتا ہے جس میں مرد کو سربراہی اور جائیداد کا مکمل وارث سمجھا جاتا تھا ۔ لیکن یہودی قوانین عورت کو حق ملکیت سے مکمل طور پر محروم نہیں کرتے اور مخصوص حالات میں عورت کے مالی حقوق اور ملکیت کا تصور واضح طور پر ملتا ہے ۔[4]

تورات میں عورت کے ملکیتی حقوق کا تصور

وراثت کا تصور :

تورات میں بیٹوں کو اصل وارث مانا گیا ہے کہ جائیداد نسل در نسل منتقل ہونے کے لیے باقاعدہ قوانین موجود ہیں ۔ تاہم بیٹیوں کو وراثت کا حقدار بیٹا نہ ہونے کی صورت میں مانا گیا ہے ۔ اور اس میں ملکیت میں بھی یہ حدود و قیود تھیں کہ لڑکی کی شادی اپنے خاندان میں ہی ہو تاکہ جائیداد باہر نہ جائے اور خاندان میں ہی رہے ۔ لڑکی کی شادی غیر خاندان میں ہونے کی صورت میں (یہ رواج آج مسلم معاشرے میں بھی قبائلی اور دیہی علاقوں میں رائج ہے کہ جائیداد بچانے کے لیے لڑکی کی شادی غیر خاندان میں نہیں کی جاتی ۔

تورات میں مذکور ہے :

﴿ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو منتقل کی جائے ﴾[5]

تورات میں لکھی یہ آیت اس حکم کی دلیل ہے کہ بیٹیوں کو وراثت مخصوص حالات میں ملتی تھی ۔

یہودیت میں عورت کی ملکیت کی بنیاد

بناتِ صلفحاد کا قصہ :

یہودی مذہب میں اور تاریخ میں بھی بناتِ صلفحاد (The Daughters of Zelophehad) کی مثال اور قصہ خواتین کے حقِ ملکیت اور وراثتی حقوق کے حوالے سے بنیادی قانونی نظیر (Legal Precedent) ہے ۔ اس قصے کی تفصیل تورات کی پانچ کتابوں میں گنتی میں ملتی ہے ۔ تاہم یہودی فقہ (Halakha) میں اس قصے کو قوانین کے ابواب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس سے استدلال کیا جا رہا ہے ۔ صلفحاد (Zelophehad) قبیلہ منشی (Tribe of Manasseh) سے تعلق رکھتے تھے ۔ ان کی وفات کے بعد اولادِ نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے خاندان کے دیگر لوگ ان کی جائیداد پر نظر رکھتے تھے ۔ ان کی پانچ بیٹیاں تھیں جن کے نام گنتی میں محلہ

(Mahlah)، نوعہ (Noah)، ہجلا (Hoglah)، ملکہ (Milcah) اور ترضہ (Tirzah) ملتے ہیں۔

وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر بنی اسرائیل کے سرداروں کے سامنے اپنا مقدمہ لے کر حاضر ہوئیں اور کہا کہ

﴿ہمارا باپ وفات پا چکا ہے، ہماری بھائی نہیں ہے، ہمارے باپ کے بھائیوں نے جائیداد رکھ لی ہے، لیکن ہمیں بھی ہماری وراثت اور حقِ ملکیت دیا جائے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لڑکیوں کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ

﴿بناتِ صلفحاد درست کہتی ہیں، انہیں ان کے باپ کے بھائیوں (چچاؤں) کے درمیان میراث ضرور دی جائے﴾[6]

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ بناتِ صلفحاد کے درمیان میراث تقسیم کی جائے۔ اس حکم کے بعد اگر متوفی کا بیٹا نہ ہو تو بیٹیاں قانونی وارث مانی جاتی تھیں۔ اس طرح بناتِ صلفحاد کا مقدمہ یہودی فقہ میں ایک نظیر (Precedent) کی حیثیت اختیار کر گیا۔[7]

اس کے بعد یہ قیود لگائی گئیں کہ وارث لڑکیاں اپنے قبیلے ہی میں شادی کریں گی تاکہ جائیداد قبیلے سے باہر نہ جائے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہودی مذہب خواتین کے حقِ ملکیت کو قبول تو کرتا ہے احکامِ الٰہی کے ذریعے لیکن مادیت پرستی اور لالچ میں یہ حد لگا دی کہ وارث لڑکی قبیلے میں ہی شادی کرے۔ یہودی فقہاء اس واقعہ کو وراثتی قانون (Inheritance Law) کی بنیاد اور اساس قرار دیتے ہیں۔

مشناہ (Mishnah) میں خواتین کے ملکیتی حقوق

مشناہ (Mishnah) یہودی شریعت Halkha کی ایک مستند کتاب ہے جو کہ یہودی شریعت کے بنیادی مصادر میں شامل ہے۔ اس کے مرتب کرنے والے کا نام یہوداہ ہنسی (Judah ha-Nasi) ہے جن انہوں نے دوسری صدی عیسوی میں اسے مدون کیا۔ یہ بنیادی مصدر بابلی ویروشلم تلمود کی بنیاد ہے۔

مشناہ میں عورت کی معاشی حیثیت کا ذکر تفصیلاً ملتا ہے۔ وہ بعض مواقع پر وارث بن سکتی ہے ہبہ کی ملکیت حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن شادی شدہ عورت مالی معاملات میں آزاد نہیں تھی بلکہ شوہر کی رضامندی کی مجاز تھی۔

مشناہ میں بیوہ خواتین کے مالی حقوق کو بھی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد متوفی شوہر کی جائیداد سے نان نفقہ حاصل کر سکتی ہے اور کتوبہ کی رقم حاصل کر سکتی ہے، لیکن مخصوص حالات کی پابندی برقرار ہے۔

مشناہ میں نکاح کے معاہدے میں (Ketubah) مہر کی قدیم صورت کا تحفظ ضروری قرار دیا گیا۔ یہ رقم یا جائیداد شوہر کی وفات یا طلاق کے وقت عورت کو ادا کی جاتی تھی۔[8]

مشناہ کے مطابق خواتین کو اموال کی ملکیت کا حقدار سمجھا گیا ہے مثلاً تحائف، وراثت، یا ذاتی ملکیت لیکن منافع اور انتظامی امور میں شوہر کی اجازت اور شمولیت لازمی تھی اور شوہر کو قانونی اختیارات بھی حاصل تھے۔[9]

یہودی قانون میں عورت کی ملکیت کا ذکر ملتا ہے وراثت کتوبہ اور ذاتی املاک کی ملکیت کی مثالیں بھی ملتی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی شریعت عورت کی مالی خود مختیاری کو قبول کرتی ہے اور ملکیتی حقوق بھی دیتی ہے لیکن بعض مخصوص حالات میں مخصوص شرائط حدود و قیود کے ساتھ اسلام کی طرح عورت اپنی ملکیت کے تصرف میں آزاد نہیں ہے۔[10]

عیسائیت میں عورت کی ملکیت

عیسائی مذہب میں عورت کی ملکیت کے بارے میں واضح قوانین کلیسا کے اہم ترین قانون Code of Canon Law میں ہیں بالکل واضح نظر آتے ہیں ان قوانین میں مرد اور عورت کو برابری کی سطح پر حقوق دیئے گئے ہیں عورت کی ملکیت کے واضح قوانین Canon Law میں ملتے ہیں۔

کینن لاء بتاتا ہے کہ ہر فرد اپنی جائیداد Temporal Goods کا مکمل مالک و مختیار ہے اس لئے Canon Law میں لکھا ہے:

﴿The Catholic Church has an innate right to aquire retain, admin and alienate temporal goods﴾

یہ قانون یہ بتاتا ہے کہ کلیسا کی ملکیت کے بارے م یں مکمل معلومات فراہم کرتا ہے لیکن عام فرد کی ملکیت کے بارے میں بھی قوانین اخد کئے جاتے ہیں۔

﴿Code of Canon Law, Canon 1254, Theolgy of and canon law Collegeville. Liturgical Press 2004﴾

اس کے علاوہ Canon Law نن بننے والی خواتین کی جائیداد کے متعلق بھی قوانین وضع کرتے ہیں یعنی اگر کوئی خاتون رہبانیت اختیار کرنے نن بنتی ہے تو اس کی ملکیت کے بارے میں کیا اصول ہوں گے۔

﴿Before first profession member must code the administration of their goods[11]﴾

اس کی وضاحت اس طرح کی ج اتی ہے کہ نن کی جائیداد و مال کے بارے م یں مکمل فیصلہ کرنا ہو گا وہ اپنی جائیداد ھبہ کرنے یا صدقہ کرنے کے بارے میں مکمل بااختیار ہوگی۔

اسلئے کینن لاء کی روشنی میں عورت جائیداد رکھ سکتی ہے اور اس مال و جائیداد میں مکمل حق تصرف بھی رکھتی ہے یعنی اپنی مرضی سے بیع اور ھبہ کر سکتی ہے اور فلاحی مقاصد کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہے۔ چرچ عورت کے حق ملکیت کو قبول کرتا ہے اس لئے مختلف مسیحی فقہی فقہاء بھی اس حق میں آہنی آراء دیتے ہیں۔

عیسائی شریعت میں مہر عروس Bride Price کا تصور ملتا ہے۔

Book of Exodus 22: 16-17 میں مذکور ہے۔

﴿وہ کنواریوں کے مہر کے مطابق چاندی تولے گا﴾[12]

شادی کے بدلے ادا کی جانے والی رقم دائیگی دولہا کی طرف سے لڑکی کے باپ کو۔

اگرچہ رقم اور مال جائیداد عورت کی ملکیت کی بجائے اس کے ورثاء یعنی باپ بھائی حقدار ہوئے تھے لیکن بعض معاملات میں یہ تفصیلاً عورت کی ملکیت کے ضمن میں ملتے ہیں۔

عہد قدیم میں Old Testament میں مہر عروس کا ذکر ملتا ہے بائبل میں مذکور ہے

اگر کوئی شخص کنواری لڑکی کو بہکائے تو وہ اس کا مہر ادا کرے اور اسے اپنی بیوی بنائے۔[13]

اس کے علاوہ بنی اسرائیل کی اسرائیلی روایات میں حضرت یعقوب علیہ السلام (بنی اسرائیل انکا لقب تھا) اور راحیل کی شادی اور انکی حق مہر کی تفصیل وضاحت سے ملتی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام راحیل سے شادی کرنا چاہتے تھے اور انکے والد نے شادی سے قبل مہر کی ادائیگی کا مطالبہ کیا تھا وہ مہر دس سال تک راحیل کے والد کی بکریاں چرانا تھا۔ کیونکہ اس وقت بکریاں معاوضہ پر چرائی جاتی تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا راحیل کے والد کی بکریاں بلا معاوضہ چرانا حق مہر کے مد میں تھا یعنی اگر ان دس سالوں کی اجرت کو جمع کیا جاتا تو مہر کی کافی بڑی رقم بنتی تھی یعنی انہوں نے مہر کے عوض میں اپنی دس سالک کی خدمات دی تھیں بائبل میں مذکور ہے کہ

﴿یعقوبؑ نے راحیل کے لئے سات برس خدمت کی اور وہ اسے محبت کے چند دن معلوم ہوئے﴾[14]

یہ خدمات مہر کی ایک شکل تھی۔ اس کے علاوہ اسرائیلی روایات اور دیگر الہامی کتابوں یعنی تورات میں بھی حضرت موسیٰؑ اور شعیبؑ کے مابین حضرت صفورا کے نکاح کے مہر کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ غریب الوطن تھے جب نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حضرت شعیبؑ نے ان کا حق مہر طے کیا جبکہ ان کے پاس مال نہیں تھا تو انکو مہر کچھ سال انکے والد کی بکریاں چرا کر ادا کرنا تھا۔ یعنی ان تمام الہامی مذاہب میں مہر اور ملکیت کا تصور موجود ہے۔ اگرچہ اس مال میں لڑکی کی ملکیت کا تصور کم اور خاندان کے مابین ہونے والی ادائیگی کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔

بائبل میں عورت کے کسب کا تصور

عیسائیت میں عورت کے کسب و معاش کا تصور بھی بہت واضح ہے عیسائیت ایک الہامی مذہب ہے اور اس مذہب کی تعلیمات عورت کو معاش اور کسب کرنے سے نہیں روک سکتی بائبل کلیسائی تعلیمات اور مسیحی فقہی روایات عورت کی معاشی سرگرمیوں میں مکمل اور آزادانہ حقوق دیتی ہے۔

بائبل میں عورت کے کسب کا تصور Virtuous Women نیک عورت کی مثالوں میں ملتا ہے۔ کتاب امثال میں عورت کی معاشی حیثیت کو اسطرح واضح کیا ہے کہ

﴿وہ کھیت کو دیکھ کر خرید لیتی ہے اور اپنے ہاتھوں کی کمائی سے انگور کا باغ لگاتی ہے﴾[15]

بائبل کی اس آیت میں عورت کی معاشی خود مختاری اور حق ملکیت واضح نظر آتی ہے یعنی وہ انگور کے کھیت کو پسند کرتی ہے اور خرید لیتی ہے یہ واضح مثال ہے بیع اور حق ملکیت کی یعنی خود خود بھی رہی اور پسند کا حق بھی حاصل ہے اور اس آیت میں یہ بھی واضح ہے کہ اپنی محنت سے کھیتی باڑی بھی کر رہی ہے اس قدر واضح حالات نظر آتے ہیں یہ آیت یہ بھی واضح کرتی ہے عورت کے معاشی حقوق اس قدر واضح ہیں کہ اسے خرید و فروخت کے حقوق، حق ملکیت کے پورے حقوق اور سرمایہ کاری کے حقوق سب حاصل ہیں۔

عورت کی معاشی خود مختیاری کا تصور مسیحیت کے ابتدائی ادوار میں بھی ملتا ہے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت مالدار خواتین عطیات پیش کیا کرتی تھیں۔[16]

کلیسائی تعلیمات عورت کو کسب حاصل کرنے کے حقوق دیتی ہے۔

Augustine of Hippo محنت کو فطری ضرورت قرار دیتے ہیں اور عورت کی معاشی سرگرمیوں کو معاشی ذمہ داری کے طور پر دیکھتے ہیں لیکن وہ عورت کے بنیادی کردار کو گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ملاتے ہیں وہ خاندان کی مالی بہتری کے لئے عورت کی معاشی جدوجہد کو ضروری قرار دیتے ہیں۔[17]

Thomas Aquinas عورت کو معاشی معاون کی حیثیت سے مضبوط کردار سمجھتے ہیں۔[18]

مارٹن لوتھر Martin Luther عورت کے معاشی کردار کو تسلیم کرتے ہیں اور عورت اور مرد کو یکساں محنت کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔[19]

اسلام میں عورت کی ملکیت کا تصور

الہامی مذاہب میں اسلام مستند اور جدید ترین مذہب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے احکام نازل فرمادیئے ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کی ردوبدل یا کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام میں عورت کے ملکیتی حقوق قرآن نے متعین کر دیے ہیں، احادیثِ مبارکہ اور سنتِ نبوی ﷺ نے ان کو جلا بخشی ہے۔

اسلام عورت کو ایک مستقل مالی و قانونی شخصیت کے طور پر قبول کرتا ہے اور عورت کو وراثت، مہر، ذاتی کمائی، ہبہ، تجارت اور تحائف کے مکمل معاشی حقوق عطا کرتا ہے۔

قرآنی دلائل سے ہم عورت کے معاشی حقوق کی تفصیل جانتے ہیں۔

"لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۚ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ "[20]

(مرد جو کمائیں اس میں ان کا حصہ ہے اور عورتیں جو کمائیں اس میں ان کا حصہ ہے)

ویسے تو یہ آیت اعمال میں مرد و عورت کی برابری کے بارے میں ہے لیکن مفسرین کرام نے اس مراد عورت کی کمائی بھی لی ہے۔

وراثت: اللہ تعالیٰ عورت کو قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیات میں مکمل طور پر وراثت کا حقدار متعین فرماتے ہیں.

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾[21]

(اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکوں کے برابر ہوگا)

ان آیات میں خواتین کے حصے رشتہ دار کی جائیداد میں سے متعین ہیں۔

مہر کے لیے یہ آیات قرآنی ہیں

﴿وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾[22]

(اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو)

ذاتی کمائی پر مکمل تصرف رکھنے میں اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی درج ذیل آیت میں فرماتا ہے۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۚ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾[23]

(مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے)

یہ آیات مبارکہ عورت کی معاشی خود مختاری اور اس کی ذاتی و جائز کمائی کے حق میں یہ آیات سب سے بڑی مضبوط قرآنی دلیل ہیں۔ قرآنِ کریم کی ان آیات مبارکہ سے عورتوں کی وراثت مہر اور ذاتی کمائی کی دلیلیں ملتی ہیں تو عورت کے معاشی خود مختیاری کے مضبوط احکام قیامت تک متعین ہو گئے ہیں۔[24]

احادیثِ مبارکہ میں امہات المؤمنین اور صحابیات کی وراثت، مہر اور ذاتی کمائی کی روشن مثالیں واضح نظر آتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی وراثت کی مثالیں روشن ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی تجارتی حکمتِ عملیاں اور ان کی تجارت انتہائی روشن مثال ہے۔ دیگر صحابیات بھی اپنی املاک کی ملکیت رکھتی ہیں ذاتی کمائی کرتی تھیں اور مکمل وآزادانہ تصرف بھی رکھتی تھیں۔[25]

آئمہ اربعہ (فقہائے اربعہ) کا بھی اجماع ہے کہ بالغ و عاقل عورت اپنی ملکیت میں خود مختار ہے اور اس کو اپنی ملکیت کی خرید و فروخت، ہبہ، وقف اور دیگر مالی معاملات میں مکمل تصرف رکھتی ہے اور کے ان تصرفات کے لیے کسی ولی یا شوہر کی اجازت کی شرعاً ضرورت نہیں ہے۔[26]

اسلام میں عورت کی ملکیت کے اہم ذرائع درج ذیل ہیں۔

وراثتی ملکیت، ہبہ سے حق کردہ، مہر سے حاصل کردہ عورت کی یہ ملکیت بالکل ذاتی اور اس میں تصرف کے لئے مکمل آزاد ہوتی ہے۔ اسلام میں عورت کے ملکیتی حقوق جامع اور متوازن انداز میں محفوظ ہیں اور اسلام صرف عورت کو ملکیتی حقوق ہی عطا نہیں کرتا ہے بلکہ اس کے ملکیتی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بناتا ہے اور ان حقوق کے تحفظ کے لئے واضح شرعی احکام بھی متعین ہیں۔ خواتین کو معاشی حقوق کے مکمل آزادانہ تصرفات حاصل ہیں اسلامی شریعت کی یہ ممتاز اور نمایاں خصوصیت اسے دیگر الہامی مذاہب سے منفرد بناتی ہے۔[27]

اسلام اور دیگر الہامی مذاہب کا تقابلی جائزہ

یہودیت	عیسائیت	اسلام
1۔ وراثت		
یہودی مذہب میں عورت کو وراثتی حقوق مخصوص حالات میں ہوتا تھا جب کہ متوفی والدین کا بیٹا نہ ہو جبکہ بیٹے کی موجودگی میں بیٹیوں کو وراثت نہیں ملتی تھی۔ بنت صلفحاد، گنتی 27:1-11 کے واقع میں مثال ملتی ہے۔	عیسائیت کے نئے عہد نامے (New Testament) میں ملکیت کے مفصل احکام نہیں ملتے۔ تاہم کلیسائی قوانین اور رواتی قوانین میں کچھ خواتین کی ملکیت کی مثالیں نظر آتی ہیں۔	اسلام عورت کو قانونی اور مستقل مالی حیثیت عطا کرتا ہے۔ وراثت کا تفصیلی قانون سورۃ النساء میں ہے اللہ تعالیٰ نے آیت 11 میں عورت سب رشتہ سے وراثت کے حصوں کے متعین وراثتی قانون احکام دیے ہیں۔
2۔ مہر		
یہودیت میں شادی کے وقت عورت کو مالی تحفظ کتوبہ (Ketubah) کی صورت میں دی جاتی ہیں جو شوہر کی طرف سے ادا کیا جاتا تھا یہودی مذہب میں مہر کی مثالیں حضرت یعقوب علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی ملتی ہیں مثلاً اجرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کی والدہ راحیل کا مہر 10 سال تک بکریاں چرانے کا مقرر کیا تھا جو کہ والد نے طے کیا تھا لیکن مہر عورت کی ملکیت نہیں تھا فرض نہیں کسب ہے۔	عیسائیت میں مہر لازم نہیں بلکہ اس کا انحصار رواتی قوانین اور مقامی رسم و رواج کے مطابق ہوتا رہا۔ عیسائیت میں مہر کی صورت میں کچھ نہ کچھ ادائیگی شوہر کی صورت میں ضرور کی جاتی تھی لیکن مہر لڑکی کا والد یا سرپرست حاصل کیا کرتے تھے عورت کی ذاتی ملکیت نہیں تھا۔ عیسائیت میں قدیم معاشرے میں Bride Price کا ذکر ملتا ہے جو دلہن کے لئے مخصوص تھا لیکن رقم یا مال دلہن کے باپ کو ادا کی جاتی دلہن کی ملکیت نہیں تھی عیسائیت میں فرض نہیں۔	اسلام میں مہر کا تصور بالکل واضح اور مکمل ہے اور یہ عورت کی ذاتی ملکیت ہے۔ جس میں کسی کو دخل اندازی کا حق حاصل نہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴ میں حکم خداوندی ہے: وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (عورتوں کے مہر خوشدلی سے ادا کرو) اسلام عورت کو اس کا مہر اس کی مکمل ملکیت کے طور پر عطا کرتا ہے جس کی مالک و مختار خود عورت ہے کسی رشتہ دار کو اس کی حق ملکیت میں کسی قسم کے تصرف کا حق حاصل نہیں اسلام میں مہر فرض ہے۔
3۔ کسب		
یہودی مذہب میں عورت کے کسب کا تصور ملتا ہے خواتین کے کسب کی مثالیں ملتی ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا مدین کے کنویں پر پہنچنا اور حضرت شعیب کی بیٹیوں کا جانوروں کی دیکھ بھال اور کنویں پر جانوروں کو پانی پلانے کی مثالیں نظر آتی ہیں لیکن کسب سے حاصل شدہ آمدن عورت کی مکمل ملکیت نہیں تھی بلکہ اس آمدن کی کمائی پر شوہر یا والد کا حق تسلیم کیا جاتا تھا۔	عیسائیت میں عورت کے کسب کا تصور ملتا ہے۔ قدیم عیسائی مذہب میں عورت کی ملکیت کی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی خدمت میں عورتیں عطیات دیا کرتی تھیں جو انہوں نے خود کمائی سے حاصل کئے ہوتے تھے۔ Cannon's Law عورت کو ملکیت کا حق عطا کرتے ہیں لیکن مشروط طریقے سے عیسائی مذہب میں خواتین کے ملکیتی حقوق کلیسائی قوانین کی مدد سے طے پاتے ہیں ترکہ احکام الٰہی کی مدد سے بائبل میں مذکور ہے کہ کتاب امثال میں وہ کھیت خریدتی ہے اور اپنے ہاتھوں کی کمائی سے انگور کا باغ لگاتی ہے (کتاب امثال: ۳۱:۱۶) اس بائبل کی مثال عورت کی کمائی اور کسب کو مکمل واضح کرتی ہے۔	اسلام عورت کو تجارت، ملازمت اور ہر طرح کے کسب کا حق دیتا ہے اور ان سے حاصل شدہ منافع اور کمائی عورت کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اسلام میں عورت کی ذاتی املاک ہونے کے باوجود اس کا نان نفقہ اور دیگر اخراجات شوہر کی ذمہ داری ہے عورت پر کوئی شرعی پابندی نہیں کہ وہ اپنی ذاتی کمائی سے شوہر یا بچوں پر خرچ کرے اگر اپنی مرضی سے خرچ کرے تو اور بات ہے۔
4۔ ہبہ، وقف، خرید و فروخت		
یہودی مذہب میں عورت وقف و تجارت کر سکتی ہے لیکن تمام معاملات میں شوہر کی اجازت کی شرائط ہیں۔	عیسائیت عورت کو وقف اور ہبہ کے حقوق عطا کرتے ہیں لیکن حدود و قیود کے ساتھ یعنی عورت سرپرست کی مرضی کے بغیر مالی فیصلے نہیں کر سکتی۔	اسلام عورت کو وقف کی خرید و فروخت کے مکمل حقوق کرتا ہے تجارت اور ملازمت کے مکمل حقوق عطا کرتا ہے قرآن اور شریعت اسلامی عورتوں کو مستقل حیثیت عطا کرتے ہیں۔
5۔ تحفظ مال		
یہودی مذہب میں عورت کی ملکیت کے تحفظ کا کوئی مذہب قانون یا تورات کی روس سے واضح حکم ثابت نہیں ہے۔ یہودی شریعت Halakha میں کسی کے مال میں دھوکہ دہی۔۔۔۔۔ غصب ممنوع ہے تورات میں یتیم اور بیوہ کے حقوق کا تحفظ موجود ہے Rabbinical Carets تنازعات کے فیصلے کرتی رہی ہیں یہ عدالتیں تورات اور تلمود کی روشنی میں تنازعات کے فیصلے جات کرتی تھیں	عیسائیت میں بھی عورت کی ملکیت کے تحفظ کے حوالے سے کوئی مناسب حکم خداوندی نہیں ملتا کلیسائی قوانین اور رومن لاء بھی اس سلسلے میں کوئی خاص قوانین نہیں دیتے۔ عیسائیت میں اگرچہ مزدوروں کے مال کو غصب کرنے کی ممانعت ہے لیکن جائیداد کے معاملات سول قوانین کی ذمہ داری رہی۔[28]	اسلام عورت کی ملکیت کے تحفظ کے سلسلے میں واضح احکام دیتا ہے اور عورت کے مال کے تحفظ کے سلسلے میں واضح آیات اور احادیث کے مضبوط دلائل ہیں۔ آیت قرآنی ہے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے مت کھاؤ) (البقرہ:۱۸۸)
6۔ ریاستی نفاذ		
یہودیت میں عورت کی ملکیتی حقوق کا نفاذ قدیم معاشروں میں مختلف انداز میں رائج رہا بعد میں جدید یہودی قوانین میں خطوں اور علاقوں کے مطابق قوانین وضع ہوتے رہے۔	عیسائی مذہب میں عورت کے ملکیتی حقوق کے نفاذ میں۔۔۔۔۔۔۔ یا عورت کو اس قدر آزادی دی گئی کہ وہ حیا اور پاسداری کی حدود بھی پھلانگ گئی لیکن اس میں بھی اس کے معاشی حقوق کی پامالی رہی۔	اسلام نے عورت کو مکمل اور مستقل مالی حقوق عطا کئے وہ باپ، شوہر کی وراثت کی حقدار ہے، نکاح سے پہلے اس کے اخراجات والد کی ذمہ داری ہے اور نکاح کے بعد شوہر کے لیکن اس کے باوجود اپنی ملکیت اور کسب کی مکمل مالک و مختار ہے۔
7۔ ماخذات		
یہودیت میں عورت کی ملکیت کے قوانین تالمود سے اخذ کردہ ہیں اور Halakah کا فقہ ہے جو تحریف شدہ ہے	عیسائیت میں خواتین کے معاشی حقوق کلیسائی قوانین اور رومن لاء اور Cannon's Law سے اخذ کردہ ہے جو کہ وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے۔	اسلام میں عورت کے ملکیتی قوانین قرآن و سنت سے اخذ کردہ ہیں اور اجماع و قیاس ثانوی ماخذات ہیں لیکن یہ قوانین حکم خداوندی کے تابع ہیں۔
8۔ مستقل اور غیر تغیر پذیر		
یہودی قوانین بھی عورت کی ملکیت کے بارے میں ہیں وقت کے ساتھ ضرورت کے بدلتے رہتے ہیں۔	عیسائیت کے قوانین تغیر پذیر ہیں	اسلام میں عورت کے ملکیتی حقوق تغیر پذیر نہیں بلکہ قیامت تک اللہ نے ان کا نفاذ کر دیا ہے۔
9۔ عورت کی معاشی با اختیاری		
یہودی شریعت Halakah میں عورت کو معاشی طور پر با اختیار ہونے سے روکا نہیں گیا لیکن یہودی فقہ میں شادی شدہ عورت کی مالی ذمہ داری فقہی اصول و ضوابط کی شرائط سے مشروط ہیں۔	عیسائیت میں عورت کی ملکیت اور معاشی خود مختیاری مختلف ادوار میں تبدیل ہوتی رہیں۔	اسلام میں عورت کو معاشی طور پر با اختیار اور خود مختیاری کا درس دیتا ہے مسلمان عورت ملکیت وراثت اور مہر اور اپنی ذاتی کسب وکمائی پر مکمل تصرف رکھتی ہے اور اسلامی شریعت اور فقہ معاشی عدل پر مبنی ہے۔

نتائج

1. الہامی مذاہب اللہ تعالیٰ کے ودیعت کردہ ہیں اور ان میں احکام الٰہی اسلام سے مشابہت رکھتے ہیں تاہم دیگر الہامی مذاہب میں تحریفات ہوتی رہیں اور احکام الٰہی

میں انسانوں نے اپنی تحریفات شامل کیں۔

2. یہودیت، عیسائیت جیسے الہامی مذاہب عورت کی ملکیت کا تصور موجود ہے تاہم ان کی قانونی سماجی اور تحریف شدہ بنیادی مصادر عورت کے حق ملکیت کو واضح نہیں کرتے جبکہ اسلام میں قرآن وسنت اور فقہائے اربعہ عورت کی ملکیت اور تصرفات کو واضح کرنے ہیں۔

3. تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ یہودیت میں وراثت، مہراور دیگر اصطلاحات موجود تھیں، مثلاً صلفحاد کا قصہ مہر کی اصلاحات میں کتوبہ اور Bride Gift جیسی رسوم کا ذکر ملتا ہے لیکن یہ مالی منفعت عورت کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ دلہن کے والد کے لئے ہوتیں تھیں جبکہ اسلام میں مہر فرص ہے اور مہر، مال چاہے (منقولہ یا غیر منقولہ) مکمل طور پر عورت کی ملکیت ہے شوہر یا والد اس ملکیت میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام عورت کو مستقل مالی شخصیت کے طور پر قبول کرتا ہے۔

4. نتائج تحقیق یہ وضاحت کرتے ہیں کہ دیگر الہامی مذاہب میں خواتین کی وراثت کی وضاحت نہیں اور مخصوص حالات میں یعنی اگر متوفی کی اولاد نرینہ نہ ہو تو بیٹیوں کو وراثت ملتی تھیں (بنات صلفحاد کی مثال) جبکہ اسلام میں سورۃ النساء میں وراثت کا قانون موجود ہے۔ جس میں عورت کا ہر رشتہ کی وراثت میں متعین حصہ ہے۔ اس میں کمی وبیشی کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اللہ کی متعین کردہ ہے۔ اسلام نہ صرف عورت کے وراثت کے حق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ اس نے حق وراثت پر عورت کو مکمل اختیار دیا ہے وہ اسے خرید وفروخت کر سکتی ہے۔

5. عیسائیت میں عورت کو وقف وہبہ کا حق تو ملتا ہے لیکن وہ اس کو استعمال کرنے میں مکمل آزاد نہیں بلکہ سرپرست کے مشورہ سے ہی وہ اسے استعمال کر سکتی ہے ۔۔ لیکن اسلام میں عورت کو وقف وہبہ پر بھی مکمل تصرف حاصل ہے۔

6. عورت کی کمائی کا تصور ہر الہامی مذہب میں ملتا ہے لیکن اس پر مکمل اختیار صرف اسلام میں ملتا ہے یہودیت اور عیسائیت دونوں میں یہ کمائی مکمل طور پر عورت کی ملکیت نہیں بلکہ والد یا شوہر کا حق اس پر موجود ہے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]Al-Zuḥaylī, Wahbah. ***Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuh***. Damascus: Dār al-Fikr, 4th ed., vol. 2, p. 248

[2]The Babylonian Talmud, Bāvā Batrā, Bāb 2; Gintī, 27:1–11, **Shākht, Jūzīf. *An Introduction to Islamic Law* (Islāmī Sharīʿat kā Taʿāruf). Oxford University Press.**

[3]:Al-Qurʾān, al-Nisāʾ, 4:32

[4]**The Tōrāh: The Five Books of Mōses.** (1985). Jewish Publication Society, Philadelphia.

[5]Numbers, 27:8–11. New Revised Standard Version

[6]Book of Numbers (Bamidbar), 27:1-11, 36:1-12

[7]The Torah: The Five Books of Moses, The Jewish Publication Society, Philadelphia, 1985

[8]Neusner, Jacob, *The Mishnah: A New Translation*, Yale University Press, 1988 (Tractate Ketubot, 9:1).

[9]Skolnik, Fred, and Michael Berenbaum, eds., *Encyclopaedia Judaica*, 2nd ed., Detroit: Macmillan Reference USA, 2007, Vol. 8 (Inheritance).

[10]*The Mishnah*, Translated by Herbert Danby, Oxford University Press, England, 1933, 8:1

[11]*Code of Canon Law*, Canon 668, New York: Aquinas Press, 2000.

[12]Westbrook, Raymond, *Studies in Biblical and Cuneiform Law*, 1988.

[13]The Book of Exodus, 22:16–17.

[14]The Book of Genesis, 20:29

[15]The Book of Proverbs, 16:13.

[16]The Gospel of Luke, 3:8.

[17]Augustine, *The City of God*, translated by Henry Bettenson, London: Penguin Classics, 2003

[18]Aquinas, Thomas, *Summa Theologica*, translated by Fathers of the English Dominican Province, New York: Benziger Brothers, 1947.

[19]Luther, Martin, *The Estate of Marriage*, 1522, in *Luther's Works*, Vol. 45, edited by Walther I. Brandt, Philadelphia: Fortress Press, 1962.

[20]Al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ (4:32)

[21]Al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ, 4:11.

[22]Al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ, 4:4.

[23]Al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ, 4:32.

[24]Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, taḥqīq ʿAlī Muḥammad ʿUmar, al-Qāhirah: Maktabat al-Khānjī.v8,p100

Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*, taḥqīq Muṣṭafā al-Saqqā, al-Qāhirah.

[25]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī)*, Kitāb al-Farāʾiḍ, ḥadīth no. 3093, Riyadh: Bayt al-Afkār al-Dawliyyah, 1998

[26]Al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ*, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt.v2,p232

[27]Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Mabsūṭ*, Kitāb al-Farāʾiḍ, Dār al-Maʿrifah, Bayrūt.v29.p10

[28]*The Torah*, Numbers, 27:1–11; 36:1–12.